سوال

(76) موضوع علم حدیث کا کیا ہے۔؟اوراس کی تعریف اوراس کی غایت کیا ہے۔؟

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کیافرماتے ہیں علماء دین اس مسئلے میں کہ موضوع علم حدیث کا کیا ہے۔؟اوراس کی تعریف اوراس کی غایت کیا ہے۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

موضوع علم حدیث کا رسول اللہﷺ کی ذات بابرکات ہے اس حیثیت سے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔اور موضوع باعتبار شرعی احوال کے ہیں۔

موضوع علم الحدیث ہوذات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من حیث انہ رسول اللہ من الاحوال الشرعیة

اور علم حدیث ان قوانین کا نام ہے۔جن سے احوال سند اور متن کے اعتبار صحت اور ضعف اور علو اور نزول اور کیفیت تحمل اور اداء یعنی پڑھنے پڑھانے اور رجال یعنی راویوں کے حالات وغیرہ معلوم ہوں۔

1۔ان کے دعویٰ کی تردید کےلئے علماء کا اجماع کافی ہے۔کہ صحابہ میں آخری اصحابي ابو طفیل عامر بن واثلہ جہنی سن 102 ہجری میں فوت ہوئے۔2۔اس پر اتفاق ہے کہ تمام روئے زمین پر آخری صحابي جو فوت ہوئے۔وہ ابو الطفیل عامر بن واثلہ ہیں۔جو 102 ہجری مکہ میں فوت ہوئے۔اور اپنی موت سے ایک ماہ پہلے ایک حدیث سنائی تھی۔کہ آج سے سو سال بعد روئے زمین پر آج کا کوئی انسان زندہ نہ رہے گا۔اس حدیث سے ساری بحث ہی ختم ہوگئی۔

اور سند متن کے طریق سے خبر دینے کا نام ہے۔اور متن وہ ہے کہ جس پر کلام ختم ہو۔سیوطی نے ان تمام الداریہ میں ایسا ہی لکھا ہے۔

علم الحدیث علم بقوانین یعرف بہا احوال السند من صحة وحسن وضعف وعلو ونزول وکیفیة التحمل والاداء وصفات الرجال وغیر ذلک والسند الاخبار عن طریق المتن والمتنما ینتھی الیہ غایة الکلاما نتھی ملخا من انمام الدرایة

اور حدیث کی غایة اور فائدہ سعادت دارین کی کامیابی ہے۔

واما غایة وفائدتہ فھی الفوز بسعادة الدارین (سید محمد نزیر حسین)

بدانكه

حقیقت سحر ،،جودان ثابت است باخلق ایزد پروردیگار تبر دیک علمائے نامدار کے پیروان مستند سنت سنیہ سید مختار وخیر الابرارچنانکہ صاحب معالم التنزیل کہ یکے از مہرہ مفسرین زی اعتبار است گفتہ کہ

السحر لوجودة حقیقة عند اہل السنة واکثر االامم انتہی کلامہ-وقال السید وملا علی قاري فی شرح المشکواۃ ان للسحر حقیقة عند عامة العلماء خلافا للمعتزلة وابی جعفر الاستر اباد ي انتہی کلامہ

حی گویم ک ازقصہ ہاروت ماروت وجود سحر و حقیقت صریح معلوم شد- چہ او تعالی خود بر آن نص فرمودہ کہ

وَمَاأُنزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوتَ وَمَارُوتَ

ہو علم السحر ابتلاء للناس من تعلمہ منہا و عمل بہ کان کافرا ان کان فیہ ردمالزم فی شرط الایمان انتہی

و شیخ عبد الحق محدث دہلوی ور ترجمہ مشکواۃ بیان کردہ ک تاثیر و سحر وقوع آن باخلق خداتعالی صحیح است دوارد گشتہ کہ السحر حق انتہیٰ۔

1۔ علم حدیث کا موضوع آپ ﷺ کی ذات بحثیت شرعی ہے۔

2۔ علم حدیث ایسے قوانین کا نام ہے۔جس سے سند کے حالات صحت حسن ضعف بلندی پستی اور وہ قبول اور آدمیوں کے حالات معلوم ہوتے ہیں۔ اور سند طریق متن کی خبر کا نام ہے۔ اور متن وہ ہے جہاں کلام کی انتہیٰ ہو۔

3۔ علم حدیث کا فائدہ یہ ہے کہ آدمی دونوں جہانوں میں کامیاب ہو۔

جادو کی حقیقت و وجود علمائے اہل سنت کے نزدیک ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے۔ چنانچہ صاحب معالم التنزیل اور ملا علی قاری نے تصریح کی ہے کہ علمائے اہل سنت کے نزدیک جادو کی حقیقت ثابت ہے۔ معتزلہ اور ابوجعفر استر آبادی اس کے قائل نہیں ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ ہاروت ماروت کے قصے سے اس کی حقیقت ثابت ہوتی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اس پر نص فرمائی ہے۔

ماروت یہی جادو کا ہی علم ہے۔جسے لوگوں کی آزمائش کےلئے ہی نازل کیا گیا ہے۔ اگر ایمان کی شرائط کی تردید کرے۔ تو اس کا کرنے والا اور سیکھنے والا کافر ہے۔ شیخ عبد الحق نے مشکواۃ میں کہا ہے کہ جادو کی تاثیر اور اس کا وقوع خدکی تخلیق سے حق اور ثابت ہے۔ جادو کی بالا تفصیل معرفت لغوی اور اصطلاحی معانی سے کھلی جاتی ہے۔ بتدی اس سے کافی فائدہ اٹھائیں گے۔

لغت کے لحاظ سے سحر و جادو ہر وہ چیز ہے۔جس کا مآخذ لطیف ہو۔ اسباب مخفی ہوں۔کہتے ہیں کہ عالم آدمی جادوگر ہوتا ہے۔ مطلب یہ کہ بڑی باریک باتیں عالم کو معلوم ہوتی ہیں۔ شریعت کے لحاظ سے اس کی تعریف میں اختلاف ہے سب سے بہتر تعریف یہ ہے کہ سحر ایک ایسا علم ہے۔ جس سے خرق عادت کی قوت پیدا ہوتی ہے۔ پھر اگر اس چیز کو جادوگر خدا کے سوا کسی اور کی طرف اس طرح نسبت کرے کہ وہ موثر بالذات ہے۔ جیسے کہ ستاروں کو موثر بالذات سمجھ کر ان کی طرف کسی چیز کو منسوب کرے۔ تو وہ کافر ہے۔ اگر ان کی موثر بالذات نہ جانے اور فعل یا قول حرام سے جادو کرے۔ تو وہ فاسق ہے۔ اور اگر فعل یا قول حرام نہ ہو اور کسی چیز کو موثر بالذات نہ سمجھے تو وہ مومن ہے۔ چنانچہ حدیث میں آیا ہے۔ کہ بعض بیان جادو ہیں۔ اور یہ سحر حلال ہے۔ کہ اس سے مشکل چیز کی وضاحت ہو جاتی ہے۔ بیان سے قبیح چیز خوبصورت معلوم ہونے لگتی ہے۔ اور خوبصورت قبیح

خرق عادت کئی قسم کا ہے۔ اگر دعوی نبوت ہو اور اس سے خرق عادت ظاہر ہو تو وہ معجزہ ہے۔ اگر کسی مومن متقی سے بغیر دعویٰ نبوت بغیر ظاہری اور خفیہ اسباب کے کوئی چیز

خرق عادت ہو۔ تو وہ کرامت ہے۔ اگر مومن سے کوئی چیز اسباب خفیہ کے ماتحت ظاہر ہو۔ تو وہ جادو حلال ہے۔ اور اگر عامی آدمی سے خفیہ اسباب کے تحت کوئی خرق عادت ظاہر ہو۔ اور اس کو غیر خدا کی طرف مجازاً منسوب کرے۔ تو اس کا کرنے والا فاسق ہے۔ اور اگر حقیقت غیر خدا کی طرف منسوب کرے۔ تو وہ جادو حرام ہے۔ اور اس کا کرنے والا کافر ہے۔

اس کی مثال بالکل یہی ہے۔ کہ مومن آدمی ادویہ اور جڑی بوٹیوں سے علاج معالجہ کرتے ہیں۔ لیکن ان کی تاثیر کو منجانب اللہ سمجھتے ہیں۔ ان کے ایمان میں کوئی خلل نہیں پڑتا۔ یا کسی نیک آدمی سے دعا کراتے ہیں۔ کہ وہ بھی ایک غیر حسی علاج ہے۔ اور اس آدمی کو موثر بالذات نہیں سمجھتے تو وہ مومن ہی رہتے ہیں۔ اور اگر کوئی ادویات کو موثر بالذات جانے کسی نیک آدمی یا بد کو موثر بالذات سمجھ کر اس چیز کو اس کی طرف منسوب کر دے۔ تو وہ کافر ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ مشرکین اپنے بتوں وغیرہ سے جا کر طلب رزق یا فریاد وغیرہ کرتے ہیں۔

پھر جادو کی کئی قسمیں ہیں۔ ایک تو کلدانیوں کا جادو تھا۔ یہ قدیم زمانہ کے لوگ تھے۔ ستاروں کی پوجا کرتے تھے۔ ان کو مدبر عالم مانتے تھے۔ ان کے مقالات کو باطل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ابراہیمؑ کو مبعوث فرمایا۔ اور جادو کی ایک قسم وہمی لوگوں کی ہے۔ کہ ان کے نفوس پر قویہ اثر انداز ہوتے ہیں۔ وہم کی کیفیت کا اثر انسانی طبیعت پر ہوتا ہے۔ مثلاً اگر ایک لکڑی زمین پر پڑی ہو تو انسان اس پر آسانی سے چل سکتا ہے۔ اور اگر وہی لکڑی کسی نہر یا دریا پر پل بنا کر رکھ دی جائے۔ تو اس پر انسان نہیں چل سکتا۔ کیونکہ قوت وہم نے غلبہ پالیا۔ کہ میں اس میں گر جاؤں گا۔ حکما کہتے ہیں۔ جس کو نکسیر بہتی ہو۔ وہ سرخ چیزوں کی طرف نہ دیکھے۔ اور مرگی والا چمک دار اور سریع الحرکت چیزوں کو نہ دیکھے۔ کہ قوت وہم اس پر اثر انداز ہوگی۔ اور بیماری کا حملہ ہو جائے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ احوال جسمانیہ احوال نفسانیہ کے ماتحت ہیں۔ تمام امتوں کا اجماع ہے۔ کہ دعا میں قبولیت کا گمان ہوتا ہے۔ بعض بادشاہوں کو فالج کی بیماری ہوئی۔ حاذق حکیم نے اس کو گال دے کر اس کی حرارت عزیزی کو تیز کر دیا۔ تو وہ فوراً تندرست ہو گیا۔ نظر کا لگ جانا بھی اس قبیل سے ہے۔ کہ روح جب بدن پر غالب آجاتی ہے۔ تو عالم بالا کی طرف جاتی ہے۔ تو وہ روح سماوی کی طرح قوی التاسیر ہو جاتی ہے۔ پھر اگر اس کو بیرونی امداد بھی مل جائے۔ مثلاً غذا کم کھائے۔ اور لوگوں سے علیحدہ رہے۔ خواہشات نفسانی سے آزاد ہو جائے۔ تو اس روح کی تاثیر دوسرے بیرونی جسم پر بھی اثر انداز ہوتی ہے۔ اور اگر اتنی طاقت نہ ہو۔ تو کم از کم اپنے بدن پر اثر کر لیتی ہے۔ جھاڑ پھونک کی بھی یہی کیفیت ہے۔ اگر اس می الفاظ معلوم ہوں تو تو پھر ان کی تاثیر طبیعت انسانی پر ظاہر ہے ورنہ انسانی طبیعت پر حیرت اور دہشت غالب آجاتی ہے۔ اور وہ اثر انداز ہوتی ہے۔ بعض جادو تاثیرات سماوی رکھتے ہیں۔ مثلاً کواکب کی تاثیر اگر قوت نفس کے ساتھ متفق ہو جائے تو وہ قوی التاثیر ہو جاتی ہے۔ اور بعض میں قوت ارضی ہوتی ہے۔ مثلاً جنوں کی تسخیر وغیرہ اور بعض دفعہ صرف نظر کا دھوکا ہوتی ہے۔ اور نظر کے دھوکے عجیب قسم کے ہوتے ہیں۔ مثلاً گاڑی میں سوار آدمی کا باہر دیکھنا تو اسے باہر کی چیزیں دوڑتی ہوئی معلوم ہوتی ہیں۔ اور گاڑی کھڑی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ اور بارش کے جب قطرے گرتے ہیں۔ تو پانی ایک مسلسل دھار معلوم ہوتی ہے۔ بڑی چیز دور سے چھوٹی دیکھائی دیتی ہے۔ جن انسان ایک چیز کو غور سے دیکھ رہا ہو۔ تو کسی دوسرے آدمی کی بات سنائی نہیں دیتی۔ اور نہ ہی اس کو سمجھ سکتا ہے۔ اگرچہ وہ قریب ہی کیوں نہ ہو۔ ایک کاری گر جادو گر بس یہی کام کرتا ہے۔ کہ لوگوں کے ذہنوں کو کسی دوسری طرف منتقل کر دیتا ہے۔ اور سرعت حرکت سے ایک چیز کو کر جاتا ہے۔ جس کی لوگوں کو سمجھ نہیں آتی۔ او ربعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ جادو گر کسی آدمی کا علاج تو جڑی بوٹیوں سے کرتا ہے۔ لیکن مریض پر اس طرح اثر ڈالتا ہے۔ کہ جن میرے ماتحت ہیں۔ یا مجھے اسم اعظم یاد ہے۔ جو آدمی لوگوں کے حالات سے واقف ہیں۔ کہ کام کے پورا کرنے میں دل کے تعلق کا بڑا اثر ہوتا ہے۔ مثلاً ایک مریض جب کسی سے تعویز لیتا ہے۔ تو اس کے دل میں آجاتا ہے۔ کہ اب اس بیماری کا حملہ نہیں ہوگا۔ یہ تمام جادو کی قسمیں ہیں۔ اور مسلمانوں کے نزدیک اللہ کی قدرت کی طرف منسوب ہیں۔ پھر اس پر علماء کا اجماع ہے کہ جادو کا علم فی نفسہ برا نہیں ہے۔ اور نہ اس کا سیکھنا منع ہے۔ لیکن اس سے بچنا بہتر ہے۔ بالکل اسی طرح جس طرح فلسفے کی تعلیم سے بچنا چاہیے کیونکہ گمراہ ہونے کا خطرہ ہے۔ جو آدمی جادو سے کافر ہو اس کا حکم مرتد کا ہے۔ اور اگر کسی انسان پر جادو کرے اور وہ مر جائے تو وہ اگر اپنے جادو کا اقرار کرے۔ اور کہے کہ میرے جادو سے عموماً آدمی مر جاتا ہے۔ تو اس پر قصاص واجب ہے۔ اور اس کا جادو کبھی مارے اور کبھی نہ مارے تو اس کا حکم شبہ عمد کا ہے۔ اگر کسی اور پر اس نے جادو کیا اور وہ کسی دوسرے پر جا پڑا تو اس کا حکم قتل خطا کا ہے۔ امام رازی کہتے ہیں کہ جادو گر کو قتل کر دینا چاہیے۔ امام ابو حنیفہ کا بھی یہی قول ہے۔ اور اس کی توبہ قبول نہ کرنی چاہیے۔ اور کہے کہ میں نے اب جادو چھوڑ دیا ہے۔ تو اس کا اعتبار نہ کرنا چاہیے۔ کیونکہ حدیث میں ہے۔ کہ جادو گر کی حد تلوار ہے۔

سب سے مشکل ترین جادو چاہ بابل کا ہے۔ جس کو حکماء نے نمرود کے وقت بنایا تھا۔ یہ چھ قسم کا جادو تھا۔ اس جادو کے حاصل کرنے میں بڑی مشقت اٹھانا پڑتی ہے۔ اور اگر وہ حاصل ہو جائے۔ تو آدمی جو چاہے کر سکتا ہے۔ وہ خلاف عادت امور کر جاتا ہے۔ اور عادت کے امور کو روک لیتا ہے۔ بعض دفعہ ایسے بیماروں کا علاج کر لیتا ہے۔ جس کے علاج سے

حکماء عاجز آجاتے ہیں۔ اس کیوجہ یہ ہوتی ہے کہ آدمی جسم فلکی اختیار کرلیتا ہے۔ اورعناصر و موالید روحی حاصل کرلیتا ہے۔ اوراجسام کی تاثیرات تمام روح کے زریعے ہیں۔ جب عالم ارواح اس کے ماتحت ہوجاتا ہے۔ توگویا سارے جہان کا مالک بن جاتا ہے۔ پس وہ بغیر جنگ وقتال کے دشمنوں کو شکست دیتا ہے۔ چنانچہ ارسطو نے ایک واقعہ لکھا ہے کہ حکیم برہما طوس اور بیدا غوس کا شہر بابل میں مقابلہ ہوگیا۔ بیدا غوس نے کہا کہ تو میرا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ کہ مریخ اور ذہل میرے۔ میرے مقابلے سے عاجز ہیں۔ برہما طوس نے جب یہ بات سنی تواس نے ترنج جلاکر مریخ کی روح سے مدد حاصل کی اوراسی وقت بیدار غوس کو جلادیا۔ (سید محمد نزیر حسین)

<u>قصہ مختصر جادو کا وجود حق ہے۔ثابت ہے۔ معتزلہ اس کے قائل نہیں ہیں۔ کیونکہ معجزہ اورجادو کے ظاہر حال پر کوئی فرق اور حد فاصل نہیں ہے۔ اس لئے وہ اس کے منکر ہوگئے ہیں۔ لیکن اہل سنت کے نزدیک جادو موثر بالذات نہیں ہے۔ بلکہ اسکی تاثیر اللہ تعالیٰ کی مشیت پر موقوف ہے اورپہلے جو فرق معجزہ اورجادو میں بیان ہوچکا ہے۔ اس کی بناء پر معتزلہ کا قول رد ہوجاتا ہے۔</u>

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

[فتاویٰ علمائے حدیث]

جلد 12 ص 149-160

محدث فتویٰ